عمران ظفر *

# تحریفاتِ کلامِ اقبال:
# تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

اُردو شعر و ادب میں مزاح کی روایت ابتدا ہی میں وجود میں آ گئی تھی۔ جعفر زٹلی سے غالب و مومن کے دور تک شاعری میں مزاح نے مختلف روپ دھارے۔ تمسخر، معاصرانہ چشمک، ذاتی رنجش، دشنام طرازی، پھکڑ پن، ہزل گوئی، واعظ و زاہد سے چھیڑ چھاڑ، محتسب اور حضرت شیخ سے قلمی جنگ کے ساتھ ساتھ ریختی اور ہجو گوئی کا انداز اس دور کی شاعری میں نظر آتا ہے۔ اُردو شاعری میں مزاح نگاری کا باقاعدہ آغاز اودھ پنچ سے ہوتا ہے۔ اودھ پنچ نے صحیح معنوں میں ظرافت کو اپنایا اور اس کی مختلف ہیئتوں سے روشناس کرایا۔ اس پلیٹ فارم سے اکبر الہ آبادی، سرشار، منشی سجاد حسین، پنڈت تربھون ناتھ ہجر جیسے مزاح نگاروں نے مزاح تخلیق کیا۔ طنز و مزاح کے نمونے پیش کرتے ہوئے ان فنکاروں نے اردو نظم و نثر دونوں میں مزاح کی آبیاری کی اور مزاح کو عصری تقاضوں کی روشنی میں تخلیق کیا۔ بقول مظہر احمد:

> ان سب کارناموں کے علاوہ اودھ پنچ کا ایک اور کارنامہ پیروڈی کی ابتدا سے متعلق ہے۔ سب سے پہلے اخبار کے ذریعے اس نئی صنف کو فروغ ملا اور اودھ پنچ میں لکھنے والے تقریباً تمام شعرا نے اساتذہ کے اشعار کی اچھی اور کامیاب پیروڈیاں لکھیں۔ جسے وہ تحریف نگاری کہتے تھے۔(۱)

تحریف نگاری، طنز ومزاح کا ایک ایسا حربہ یا طرزِ ادا ہے جس میں رمز وکنایہ، ایہام اور اشارہ کا امتزاج پایا جاتا ہے۔تحریف ایک نازک فن ہے۔تحریف نگاری اور عام مزاحیہ ادب تخلیق کرنے میں قدرے فرق ہے۔ مزاح گوئی کے لیے بالعموم سماجی ناہمواریاں، انسانی حماقتیں اور محرومیاں بنیاد فراہم کرتی ہیں لیکن تحریف لکھتے وقت ہمارے سامنے وسیع میدان نہیں ہوتا بلکہ ایک خاص ہیئت اور اسلوب کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ عام مزاحیہ شاعری تخلیق کرنے کی نسبت سنجیدہ غزل یا نظم کی تحریف لکھنا ایک دشوار عمل ہوتا ہے۔

اچھے تحریف نگار کے لیے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جس تصنیف کی تحریف لکھنی ہے وہ اپنے عہد میں مقبول ہو، اعلیٰ درجے کی ہو، زبان زدِ عام ہو اور کسی مشہور تخلیق کار سے منسوب ہو تاکہ قاری کا ذہن اصل کی طرف فوراً متوجہ ہو۔جس نظم پارے کی تحریف کی جائے اسے عام قارئین اچھی طرح جانتے ہوں اور تحریف پڑھتے وقت انھیں اصل فن پارے کو دیکھنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔

کلامِ اقبال کی پہلی تحریف لکھنے کا سہرا اکبرالہ آبادی کے سر ہے۔تحریف نگاری کرتے ہوئے انھوں نے اپنے انھی موضوعات کو پیش کیا جو دیگر اسالیب کو اپناتے ہوئے پیش کیے۔لیکن تحریف نگاری نے ان کے خیالات میں تاثیر کو دگنا کر دیا ہے۔ان کی تحریف میں لفظی اور معنوی تحریف دونوں رنگ نمایاں ہیں۔ اکبر کے کلام کا جائزہ لیں تو لفظی تحریف جو تفننِ طبع کے لیے تخلیق کی جاتی ہے کم ہے جب کہ معنوی تحریف جو اپنے اندر وسیع تر امکانات رکھتی ہے، اس کا زیادہ استعمال ملتا ہے، جس میں طنز کی لہر ہے۔طنزیہ تحریفات لکھنے کے علاوہ ان کی یہ تحریف خالص مزاح کی مثال ہے جس میں الفاظ کو یکسر بدل کر تفریح پیدا کی گئی ہے۔اقبال نے ''ترانۂ ہندی'' (۱۹۰۴ء) کے نام سے ایک نظم لکھی، بعد میں جذبۂ قومیت زیرِ اثر اس کے عنوان میں اور مصرع میں تبدیلی کی یعنی عنوان ''ترانۂ ہندی'' (۱۹۱۱ء) کے بجائے ''ترانۂ ملی'' اور مصرع ''ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا'' بدل کر ''مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا'' کی شکل اختیار کر گیا جس پر اکبر کی رگِ ظرافت پھڑک اٹھی:





کالج میں ہو چکا جب امتحاں ہمارا
سیکھا زباں سے کہنا ہندوستاں ہمارا
رقبے کو کم سمجھ کر اکبر یہ بول اٹھے
ہندوستان کیا ہے، سارا جہاں ہمارا
لیکن یہ سب غلط ہے کہنا یہی ہے لازم
جو کچھ ہے وہ خدا کا، وہم وگماں ہمارا (۲)

اکبر لفظی تحریف کے بجائے معنوی تحریف کے زیادہ قائل تھے۔گویا انھوں نے تحریف کے معانی ومفاہیم کو وسعت دینے میں اہم کردار ادا کیا۔وہ تحریف کا مقصد محض ہنسنا ہنسانا ہی نہیں بلکہ اصلاحِ معاشرہ سمجھتے تھے۔انہیں فنِ تحریف نگاری پر اپنے ہم عصر تحریف نگاروں کی نسبت بھرپور مہارت حاصل تھی۔ان کی اس شاعرانہ عظمت کا اعتراف ہمارے عہد کے ناقدین نے اس انداز سے بھی کیا ہے کہ ہر اچھے مزاح نگار کو اپنے عہد کا اکبر کہا ہے۔مگر اکبر دنیائے طنز وظرافت میں ایک ہی آئے ہیں اور ان کے مقام تک رسائی ہر مزاح نگار کے بس کی بات نہیں۔

پنڈت ہری چند اختر خوش طبع انسان تھے ان کا یہ رنگِ طبیعت ان کی تحریفات میں بھی جھلکتا ہے، ان تحریفات میں انھوں نے لفظی ردوبدل کو اپنا کر مزاح پیدا کرنے کی بھی کوشش کی۔کسی خاص شخص یا ادبی گروہ کو نشانہ بنانے کی کوشش کرنے کے بجائے وہ انسانی زندگی کی ناہمواریوں اور حماقتوں کو موضوع بناتے ہیں۔جس میں طنز کی جگہ ظرافت ہے:

ابھی تو یہی دیکھنا چاہتا ہوں
نہیں چاہتا ان کو یا چاہتا ہوں
مری نیتوں پر نظر رکھنے والو!
بتا دو کہ آخر میں کیا چاہتا ہوں

میں سمجھا وہ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں
وہ سمجھے کہ میں کچھ کہا چاہتا ہوں (۳)

کلام اقبال کی تحریف نگاری میں شوکت تھانوی کا ایک منفرد انداز ہے۔ ان کے تحریفانہ کلام میں طنزاور مزاح کی ملی جلی کیفیت ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی نظم ''مردِ مومن'' میں مردمومن کی خوبیوں کو گنوایا ہے۔ شوکت تھانوی نے اس نظم کی تحریف مردمومن کے نام سے ہی لکھی مگر موضوعات کو بدل کر آج کے مسلمان کے کردار کے عناصر مرتب کر کے مضحک صورت پیدا کی ہے۔ نظم میں شامل خیالات موجودہ دور کے مومن کی خرابیوں اور کوتاہیوں کو آشکار کرتے ہیں:

کمزور مقابل ہوتو فولاد ہے مومن
انگریز مقابل ہوتو اولاد ہے مومن
قہاری وغفاری وقدوسی وجبروت
اس قسم کی ہر قید سے آزاد ہے مومن
ہو جنگ کا میدان تو اک طفل دبستاں
کالج میں اگر ہوتو پریزاد ہے مومن (۴)

مگر اس کی نسبت سید ضمیر جعفری کی نظم زیادہ بھرپور اور جاندار ہے جس کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔ شوکت تھانوی کی بہر حال یہ نظم بھی تحریفانہ شاعری میں الگ نوعیت کی حامل ہے۔

علامہ اقبال نے بچوں کے لیے ایک نظم ''ہمدردی'' لکھی ہے۔ جس کی تحریف کرتے





ہوئے عاشق محمد غوری نے بلبل اور جگنو کے بجائے ملا اور الو کے کردار پیش کیے ہیں۔ لفظی تصرف کے ساتھ نظم کے خیالات کا خاکہ اڑایا گیا ہے۔

اقبال کی نظم کا پہلا شعر یہ ہے:

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا ۔۔۔ بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا

اب اس نظم کی تحریف ملاحظہ ہو:

گوشے میں کسی کھنڈر کے تنہا ۔۔۔ ملا تھا کوئی اداس بیٹھا
کہتا تھا کہ رات سر پر آئی ۔۔۔ جوئیں چننے میں دن گزارا
پہنچوں گا کس طرح مکاں تک ۔۔۔ ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا
سن کر ملا کی آہ وزاری ۔۔۔ الو کوئی پاس ہی سے بولا
حاضر ہوں مدد کو جان ودل سے ۔۔۔ احمق ہوں اگر چہ میں تہی سا
کیا غم جو رات ہے اندھیری ۔۔۔ میں پیش یہ گھونسلا کروں گا
اللہ نے مجھ کو دی ہے منزل ۔۔۔ اک رات یہیں کرو بسیرا
الو ہیں وہی جہاں میں اچھے ۔۔۔ آتے ہیں جو کام دوسروں کے (۵)

علامہ حسین میر کاشمیری نے مزاحیہ شاعری میں فنکارانہ صلاحیتوں کے اظہار کے لیے زیادہ تر تحریف کی طرز کو اختیار کیا۔ کسی بھی شاعر کے کلام کی تحریف کرنے میں انھیں ایک گونہ مہارت حاصل تھی۔ اپنی تحریفات میں انھوں نے علامہ اقبال کے کلام کو بطور خاص چُنا۔ اقبال کی مشہور نظم ''پرندے کی فریاد'' کی تحریف ''لیڈر کی فریاد'' کے عنوان سے کی۔

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ ۔۔۔ وہ کانگرس کے چندے وہ سب کامل کے کھانا
وہ آشرم کے بھوجن وہ تیز موٹروں کا ۔۔۔ پھولوں میں لد کے آنا پھولوں میں لد کے جانا
لگتی ہے چوٹ دل پر آتا ہے یاد جس دم ۔۔۔ وہ دیویوں میں مل کر بھارت کے گیت گانا (۶)

اکبرلاہوری کلامِ اقبال کی تحریف لکھتے وقت اپنے سماج سے کٹ نہیں جاتے بلکہ اس کے مسائل اور بے اعتدالیوں کو بھی مضحکہ خیز انداز میں پیش کرتے ہیں۔''مہنگائی'' ہر دور میں بڑھتی رہی ہے اور اربابِ حکومت اس کو روکنے کے لیے مختلف سیاسی بیانات سے عوام کا جی بہلاتے آئے ہیں لیکن اشیائے ضروریات زندگی کی قیمتوں میں کمی کے بجائے اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔اکبرلاہوری اپنی ایک تحریف میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

''زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدارِ یار ہوگا''
بس اور کپڑا نہ سل سکے گا جو تن پہ ہے وہ تار ہوگا
تلاش گندم کو گھر سے نکلے گا قافلہ، مورِ ناتواں کا
پلٹ کے آیا تو سب کے پہلو میں اِک دلِ داغدار ہوگا
قصائی بکرے کا گوشت لے کر، کبھی ہمالہ پہ جا چڑھیں گے
جوان کا پیچھا کرے گا گھس پس کے ایک مشتِ غبار ہوگا
کفن کی قیمت سنیں گے مردے تو اس کے صدمے سے جی اٹھیں گے
جنازہ اٹھے گا اب کسی کا نہ اب کسی کا مزار ہوگا
نا پوچھ اکبر کا کچھ ٹھکانہ ابھی وہی کیفیت ہے اس کی
یہیں کہیں چوک میں کھڑا قیمتوں کا شکوہ گزار ہوگا (۷)

خضر تمیمی نے علامہ اقبال کی دو نظموں''ایک آرزو''اور''ترانہ ملی'' کی تحریف''گھوڑے کی آرزو''اور''قصابوں کا ترانہ'' کے عنوان سے لکھی۔''گھوڑے کی آرزو'' میں گھوڑے کی آرزوؤں کا ذکر کر کے مزاح پیدا کیا ہے۔جب کہ''قصابوں کا ترانہ'' میں اپنے خاندانی پس منظر کو بڑی دلیری سے پیش کیا ہے۔خضر تمیمی خاندانی طور پر قصائی تھے اور انھوں نے اس نظم میں خاندانی پیشے کا ذکر کرتے ہوئے عار محسوس نہیں کیا۔پہلی نظم کے دو شعر ہیں:





ٹانگے کے بندھنوں سے اکتا گیا ہوں یارب
کیا لطف زندگی کا یونہی جو چل رہی ہو
سائیس کا خطر ہو اور زین کا نہ ڈر ہو
اور باگ ڈور کوسوں ٹوٹی ہوئی پڑی ہو (۸)

مجید لاہوری نے اپنی طنزیہ ومزاحیہ شاعری میں تحریف کا حربہ بھرپور انداز میں استعمال کیا، وہ اس کی تاثیر اور اہمیت سے واقفیت رکھتے ہیں۔چنانچہ انھوں نے بڑی چابکدستی سے لاتعداد بلند پایہ تحریفیں تخلیق کی ہیں۔ان کے ہاں میر، نظیراکبرآبادی، غالب، اقبال اور حفیظ کے کلام کی کامیاب تحریفیں ملتی ہیں۔انھوں نے اپنے کلام میں عوامی مسائل کو پیش کیا۔اس میں طنز کی جو کاٹ ہے وہ اکبرالہ آبادی کی طنز سے ملتی جلتی ہے۔

مجید لاہوری نے اپنی تحریفات میں اپنے دور کے سیاسی نظام کو تنقید کا نشانہ بنایا اور قوم کے رہبروں کی خودغرضیوں اور مفاد پرستی پر گہری ضرب لگائی۔علامہ اقبال کی نظم''فرمان خدا(فرشتوں سے)'' کی انھوں نے''فرمان ابلیس—اپنی ذریت کے نام'' عنوان سے تحریف کی ہے۔تحریف میں تضمین کا رنگ غالب ہے۔اقبال''فرمان خدا'' میں خدا کی زبانی غریبوں کو جگانے کا حکم دیتے ہیں تو مجید لاہوری''فرمان ابلیس'' میں شیطان کی زبانی غریبوں کو مٹانے کا حکم دیتے ہیں نظم میں عوام سے ہمدردی کا جذبہ نمایاں ہے۔اسی طرح ان کی نظم''امیر بچے کی دعا'' میں، جو''بچے کی دعا'' کی تحریف ہے، چند الفاظ کے الٹ پھیر سے عہد حاضر کے طالب علم کی دعا کو پیش کیا ہے۔نظم طنز وظرافت کی عمدہ مثال ہے:

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی سیٹھ کی صورت ہو خدایا ہو میری
ہو مرے دم سے یونہی میرے کلب کی زینت

جس طرح چاند سے ہو جاتی ہے شب کی زینت
زندگی ہو میری ''قارون'' کی صورت یارب
''نیشنل بنک'' سے ہو مجھ کو محبت یا رب
ہو مرا کام امیروں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے غریبوں سے عداوت کرنا
میرے اللہ بھلائی سے بچانا مجھ کو
جو بری راہ ہو بس اس پہ چلانا مجھ کو(۹)

مجید لاہوری نے تحریف نگاری میں صرف نظموں کی ہی نہیں بلکہ غزلوں کی تحریف بھی کی۔ البتہ یہاں ان کے موضوعات میں تبدیلی آگئی ہے۔ جن میں خالص مزاح کی فضا ملتی ہے:

اقبال کی غزل کی تحریف ملاحظہ ہو جو لفظی تحریف کی عمدہ مثال ہے:

کلفٹن سے آگے جہاں اور بھی ہیں
جو دل ہو تو دلچسپیاں اور بھی ہیں
نمائش کی ان مرغیوں کے علاوہ
سن اے مرغ دل! مرغیاں اور بھی ہیں
گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
مجید اب تو گل شیر خاں، اور بھی ہیں (۱۰)

سید محمد جعفری کے کلام کا کوئی ایک تہائی حصہ تحریف نگاری پر مشتمل ہے۔ انھوں نے تحریفانہ شاعری میں اقبال کے کلام کو منتخب کیا۔ ''شوخیِ تحریر'' کی ہر نظم میں کلامِ اقبال کا اثر تضمین یا تحریف کی صورت میں نظر آتا ہے۔ سید محمد جعفری نے مزاح کے لیے کبھی تو ''شکوہ'' کے اسلوب اور ہیئت کو ذریعہ اظہار بنایا تو کبھی ''ساقی نامہ'' تحریف کے لیے موزوں





سمجھا۔ وہ متاثرین اقبال کی صفِ اول شامل میں ہونے کے بعد تحریف کرتے ہوئے بھی ان کے خیال سے غافل نہیں رہے۔ یہی عقیدت و محبت وہ غالب کے ساتھ بھی رکھتے ہیں۔ بقول انور مسعود:

> یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ سید محمد جعفری پر سب سے زیادہ اثر غالب اور اقبال کی شاعری کا ہے۔ ان کی کارگاہ سخن انہی دو عظیم ہستیوں سے مستفید ہوئی۔ غالب اور اقبال ان کی نس نس میں سمائے ہوئے ہیں۔(۱۱)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ غالب اور اقبال کے اس معتقد نے اپنی نظموں کے عنوان بھی ایسے چنے جو اقبال کی نظموں کے ہیں۔ جیسے لا الٰہ الا اللہ، الیکشن کا ساقی نامہ، ابلیس کی فریاد، ترانہ دلی وغیرہ۔ اقبال کی نظموں کی تحریف کا سلسلہ نظم ''لا الٰہ الا اللہ'' سے شروع ہوتا ہے۔ سید محمد جعفری نے نظم میں تحریف اور تضمین دونوں رنگ ملا دیے ہیں۔

زبان سے کہتا ہوں ہاں لا الٰہ الا اللہ
نہیں عمل سے یہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی کو پال کے دنبہ بنا دیا آخر
چھری ہو اس پہ رواں لا الٰہ الا اللہ
مدیر و پیر و وزیر و سفیر و شیخ و کبیر
''بتانِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ''(۱۲)

نظم ''گوشت کا مرثیہ'' میں برصغیر پاک و ہند میں قصابوں کی ہڑتال اور گوشت کی عدم دستیابی پر گریہ وزاری کرتے ہوئے مسلمانوں کی گوشت خوری کو نشانہ طنز بنایا ہے۔ نظم کا ہر بند اقبال کی نظم ''شکوہ'' کے اسلوب کی یاد دلاتا ہے۔ ''الیکشن کا ساقی نامہ'' اقبال کے ''ساقی نامہ'' کے وزن پر لکھا ہے۔ اس تحریف میں انہوں نے ہمارے معاشرے کی سیاسی صورت حال اور

لوگوں کی بد دیانتیوں کو موضوع بنایا ہے۔ ان کی قابلِ ذکر نظم ''وزیروں کی فریاد'' ہے۔ جو اقبال کی شہرۂ آفاق نظموں ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' کی تحریف ہے۔ اس نظم میں محمد جعفری دراصل اقبال کے اس خیال کو دہراتے ہیں۔ ہمارے ہاں رسم اذاں تو باقی ہے لیکن بلالیؓ روح اس میں موجود نہیں رہی۔

اقبال کی نظمیں ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' دربار خداوندی میں ملت اسلامیہ کی زبوں حالی پر شکوہ ہیں۔ سید محمد جعفری نے اپنی نظم میں وزیروں، مشیروں سے تعلقات اور ان کی نظر میں اپنی قدر و منزلت بنانے کے لالچ میں خوشامدیوں کی ٹولی کے وزیروں کے پیچھے نماز پڑھنے کا منظر دکھایا ہے۔ سکون قلب اور قرب الٰہی کی بجائے وزیروں کے شرف نیاز کی خاطر ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی بدنما تصویر اکثر و بیشتر دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس نظم میں ایسے ہی چند لالچی اور خوشامدی افراد وزیروں سے دست بستہ فریاد کناں ہیں کہ ہم آپ کی اطاعت میں ہر لحظہ مصروف ہیں اور آپ ہماری طرف نظر کرم نہیں کرتے۔ سید محمد جعفری نے یہ نظم طنز و ظرافت کے سانچے میں ڈھال کر لکھی۔ نظم کا ایک بند ملاحظہ ہو:

عطر میں ریشمی رومال بسایا ہم نے
ساتھ لائے تھے مصلیٰ وہ بچھایا ہم نے
دور سے چہرہ وزیروں کو دکھایا ہم نے
ہر بڑے شخص کو سینے سے لگایا ہم نے
''پھر بھی ہم سے یہ گلا ہے کہ وفادار نہیں''
کون کہتا ہے کہ ہم لائق دربار نہیں (۱۳)

مرزا محمود سرحدی کو اردو کے طنز نگار اور مزاح گو شعرا میں ایک منفرد مقام حاصل ہے جو سراسر ان کا اپنا ہے۔ مرزا نے جس معاشرے میں آنکھ کھولی وہ اندر سے کھوکھلے پن کا شکار ہو چکا تھا۔ انھوں نے معاشرے کی بعض مضحک حالتوں، بے اعتدالیوں، اور بدعنوانیوں پر بڑی بے





باکی سے بے لاگ تنقید کی۔ جن معاشرتی خامیوں پر انھوں نے قلم اٹھایا ان سے آنکھ نہیں چرائی جا سکتی۔ علامہ اقبال کی نظم ''سلطان ٹیپو کی وصیت'' کی تحریف دیکھیے:

ووٹر ہو سارا شہر تو ممبر نہ بن کبھی
گھر کو لٹا کے مفت کی ذلت نہ کر قبول
حق بات کہہ کے دار پہ چڑھنا پڑے تو چڑھ
لیکن ذلیل بن کے فضیلت نہ کر قبول
گر چاہتا نہیں کہ کرے مفت خدمتیں
ہر گز کسی امیر کی دعوت نہ کر قبول (۱۴)

نذیر احمد شیخ کی زیادہ تر تحریفاتِ اقبال کے کلام ہی پر مبنی ہیں۔ یہ نظمیں اپنے اسلوب، الفاظ کے انتخاب، بحر، وزن اور قافیہ کے اعتبار سے اقبال کے کلام کے متوازی ہیں۔ اس ضمن میں ان کی نظمیں، عقد ثانی، ٹریفک، فرمان، شاہین مغربی میکدے میں، آتش زدگی، نیا نوالہ، اور ایک آرزو، مثال کے طور پر پیش کی جا سکتی ہیں۔ اقبال کی نظموں کے علاوہ ان کے ہاں غزلوں کی تحریف بھی ملتی ہے۔ بال جبریل کی غزل جس کا مطلع ہے، ''اگر کج رو ہیں انجم''، اُس کی تحریف ملاحظہ ہو۔ سردی کی رات ہے۔ لحاف میں لپٹا ہوا شوہر خواب گاہ میں آگ کا خطرہ محسوس کرتا ہے سوتی بیوی کو متوجہ کرنے پر یوں جواب ملتا ہے:

کہا جو سن لیا، خواب گراں تیرا ہے یا میرا
مجھے کیا، بڑبڑائے جا، دہاں تیرا ہے یا میرا
جلے گا گھر تو جلنے دے مرا دل کیوں جلاتا ہے
مجھے فکرِ مکاں کیوں ہو مکاں تیرا ہے یا میرا
پڑا ہے طاق میں لوٹا، رواں ہے صحن میں نلکا
لگی ہے تو بجھا خود ہی گماں تیرا ہے یا میرا (۱۵)

سید ضمیر جعفری نے سیاسی و سماجی اور معاشرتی ناہمواریوں پر طنز کرتے ہوئے کلام اقبال کی تحریف نگاری سے کام لیا ہے۔ قوم کی سہل پسندی اور آرام طلبی، نوجوان نسل کا اپنے مقاصد سے انحراف اور بے راہروی کا شکار ہونا ان سب پہلوؤں پر شاعر ''نشتر زنی'' کرتا ہے۔ جسے وہ ''احساس کا ایک قرض'' قرار دیتا ہے:

جوانی اپنی حد سے جب گزرتی ہے جوانوں میں
تو ہڑتالیں کرادیتی ہے یا اپنے کارخانوں میں
مری نشتر زنی احساس کا اک قرض ہے، ورنہ
میری اوقات ہی کیا ہے، نہ پیسوں میں نہ آنوں میں (۱۶)

اس کے علاوہ اقبال کی نظم ''مردِ مومن'' کی تحریف میں انھوں نے موجودہ دور کے مسلمانوں کے کردار کے چند پہلو بیان کیے ہیں۔ اقبال کے نزدیک مردِ مومن کی کیا کیا نشانیاں اور عناصر تھے اور آج کا مسلمان کن پستیوں میں گر چکا ہے، ان جیسے ان موضوعات کو پیش کیا ہے۔ سید ضمیر جعفری کی یہ تحریف شوکت تھانوی کی تحریف سے، جس کا ذکر ہم گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں، نسبتاً زیادہ جاندار ہے۔ اگرچہ خیالات دونوں کے ملتے جلتے ہیں لیکن سید ضمیر جعفری نے خیالات کو وسعت دی ہے۔ قافیہ کی پابندی نے تحریف کو مزید خوبصورت بنا دیا ہے۔ کہیں تضمین بھی ہے:

''ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن''
تولا کبھی ماشہ کبھی سکھر کبھی کاغان
سہما ہوا دبکا ہوا حیران و پشیمان
جیسے کسی کنجوس کے گھر میں کوئی مہمان
کرسی پہ ہے مومن تو کبھی مومن پہ ہے کرسی





ایوان کی زینت کبھی رسوا سرِ میدان
مُلا ہے تو اس کاٹھ کا ملا کہ ہے الحق
حیران ہے اسلام تو قرآن پریشان (۱۷)

اسد ملتانی نے اپنی تحریفانہ شاعری میں جن موضوعات کو پیش کیا وہ ہمارے اردگرد کے ماحول سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا سماجی شعور پختہ اور سیاسی بصیرت ترقی یافتہ ہے۔ انھوں نے جن سیاسی و سماجی ناہمواریوں کو شدت سے محسوس کیا ان کی طرف قاری کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ احساس کی شدت اور جذبے کی حدت دونوں ہی ان کے ہاں موجود ہیں۔ وہ اپنے معاشرے میں پیش آنے والے ناموزوں واقعات سے متاثر ہوتے ہیں اور شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہیں تاکہ یہ واقعہ دوبارہ پیش آنے کی نوبت نہ آئے۔ اس حوالے سے ان کی نظم ''وقتِ نماز'' میں، جو علامہ اقبال کی نظم ''شکوہ'' کی تحریف ہے، شدید طنز اور احتجاج کا رویہ پایا جاتا ہے۔

دلاور فگار نے اپنی تحریفات میں انسانی حماقتوں اور خامیوں کو پیش کرنے کے بجائے ہنگامی اور علاقائی مسائل پر طبع آزمائی کی۔ انہوں نے علامہ اقبال کی ''شکوہ'' اور ''جوابِ شکوہ'' کی تحریف اسی عنوان سے کی لیکن اس میں بعض تحریف نگاروں کی طرح اقبال یا نظم کا تمسخر نہیں اڑایا بلکہ ان کی شہرت ومقبولیت کو پیش نظر رکھ کر اپنے خیالات کو اسی اسلوب میں ڈھالنے کی کامیاب کوشش کی۔ اپنی ان دونوں تحریفات میں انھوں نے کراچی کے ترقیاتی ادارے K.D.A. کو نشانۂ تنقید بنایا ہے۔ تحریف ''شکوہ'' اور ''جوابِ شکوہ'' کے بند درج کیے جاتے ہیں۔

کیوں گنہ گار بنوں، فرض فراموش رہوں
کیوں نہ اک فرض ادا کر کے سبک دوش رہوں
شہر میں شور سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
کے ڈی اے میں کوئی بدھو ہوں کہ خاموش رہوں
وجہ تکلیف ترا چال چلن ہے مجھ کو
شکوہ کے ڈی اے سے خاکم بدہن ہے مجھ کو (۱۸)

اوراب ''جواب شکوہ'' بھی سن لیں:

آئی آواز شرانگیز ہے افسانہ ترا
بادۂ تلخ سے لبریز ہے پیانہ ترا
بجھ گئی شمع تری مرگیا پروانہ ترا
اپنے آپے میں نہیں ہے دل دیوانہ ترا
بہرِ تنقید یہ اک نظم جو لکھ ڈالی ہے
تو نے اغیار سے رشوت تو نہیں کھالی ہے(۱۹)

اس کے علاوہ اقبال کی نظم ''بچے کی دعا'' کی تحریف ''طالب علم کی دعا'' کے عنوان سے کی اور طالب علموں کی کاہلی وسستی اور فلم بینی کے شوق کا خاکہ اڑایا۔

انور مسعود کے لہجے میں ایک دھیما پن پایا جاتا ہے۔الفاظ کی بندش پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ ان کے کلام میں الفاظ اپنی جگہ پر اس طرح جمے ہوتے ہیں جیسے شطرنج کی بساط پر اس کے پیادے اور دیگر رکن کہ ایک کو بھی اِدھر اُدھر کیا تو بازی الٹ پلٹ جائے گی۔ وہ الفاظ کی تاثیر سے واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام سننے یا پڑھنے پر سامع اور قاری مسحور ہو جاتا ہے اور دیر تلک سر دھنتا رہتا ہے:

عزیزو آج کی محفل کا میں صدرِ گرامی ہوں
جہاں بھی بیٹھنا چاہوں گا بن جائے گی تھاں میری
ہمارا کھیت سانجھا ہے مگر تقسیم ایسی ہے
کہ سارے مونگرے تیرے ہیں ساری مولیاں میری(۲۰)

انور مسعود نے اردو تحریف نگاری کو اپنی جدت خیالی کے سبب ایک اچھوتے اور منفرد موضوع سے روشناس کرایا ہے:





وہ چکھ سکتی نہیں ہے ایک ماشا بھی سموسے کا
میں کھا سکتا نہیں رتی برابر بھی شکر قندی
ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
نمک کی اس کو پابندی مجھے میٹھے کی پابندی(۲۱)

سرفراز شاہد کی تحریفانہ شاعری میں فکر کی گہرائی اور سوچ کی پختگی کے ساتھ ساتھ مزاح کی رعنائی بھی ہے۔ان کی تحریفات اپنے عہد کا آئینہ ہیں۔وہ اپنے معاشرے کے ہرناسور پر گہری نظر رکھتے ہیں۔اپنے ملک کے سیاسی وسماجی حالات سے بے خبر ہوکر محض فرضی واقعات کے بیان سے مزاح پیدا نہیں کرتے۔وہ ایک سچے اور سُچے تخلیق کار کی طرح ادب کو زندگی کا آئینہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔چنانچہ سماجی برائیوں، اسمگلنگ، رشوت، چور بازاری، فرقہ بازی، سیاسی انتشار، راہنماؤں کے ہتھکنڈے، دفاتر میں بھولے بھالے عوام کو پیش آنے والی تکالیف، غرض ہرتاریک پہلو پر ان کی نگاہ پڑتی ہے۔جسے وہ اپنی شاعری میں ظرافت کی اوٹ میں بیان کردیتے ہیں:

نہیں چل سکی اک سفارش تو کیا غم
نہ گھبرا مرے مہرباں اور بھی ہیں(۲۲)

ہمارے ہاں سرکاری دفاتر میں سیدھے راستے سے کام ہو جانا کسی معجزے سے کم نہیں بصورت دیگر دفاتر کے برآمدوں میں سائل چکر لگاتے رہتے ہیں اور ان کی فائل کبھی ''صاحب'' کی میز تک نہیں پہنچ پاتی۔انہی حالات کا نقشہ سرفراز شاہد نے اپنی نظم ''وجہ ہمدردی'' میں کھینچا ہے۔جو علامہ اقبال کی نظم ''ہمدردی'' کی تحریف ہے۔

دفتر کے برآمدے میں تنہا — سائل تھا کوئی اداس بیٹھا
کہتا تھا سال کا سال ہوگیا ہے — اور مسئلہ جوں کا توں ہے لٹکا

فائل ہی کہیں پہ دب گئی ہے　　تقدیر پہ چھا گیا اندھیرا
دفتر کے لگا لگا کے چکر　　ہر روز اک توڑتا ہوں جوتا

اس کے بعد دفتر میں افسروں کا ٹاؤٹ رشوت لے کے اس کا کام کروا دیتا ہے تو:

حیران و شاد ہو کے سائل　　ٹاؤٹ کو گلے لگا کے بولا
ہیں دفتروں میں بھی لوگ ایسے؟　　آتے ہیں جو کام دوسروں کے (۲۳)

عبیر ابوذری کی شاعری میں معاشرے کا بے ڈھنگا پن، سائنس کی ترقی اور اخلاق اقدار کی تنزلی، سیاست دانوں کی سیاست بازیاں، ذخیرہ اندوزی، بے انصافی، مہنگائی ہر موضوع ملتا ہے۔ جسے وہ مزاح میں لپیٹ کر پیش کرتے ہیں۔ ان کے ہاں خالص مزاح کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں جو گردشِ دوراں سے گھبرائے اور تھکے ہارے افراد کو سارے غم بھلا کر عبیر ابوذری کے ساتھ ہنسنے پر مجبور کرتی ہیں:

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں　　پرے سے پرے سے پرا اور بھی ہیں
ابھی تو تجھے ایک پھینٹی لگی ہے　　ابھی تو ترے امتحاں اور بھی ہیں
وہ اک نار ہی تو جلاتی نہیں ہے　　محلے میں چنگاریاں اور بھی ہیں
سمگلنگ کی شوگر، سٹاکنگ کا کینسر　　وڈیروں کو بیماریاں اور بھی ہیں
وہ کہتے ہیں انصاف سستا ملے گا　　تو ثابت ہوا پیشیاں اور بھی ہیں (۲۴)

ضیاء الحق قاسمی کی تحریفات کے موضوعات میں وسعت ہے۔ ان موضوعات میں تہذیبی و ثقافتی اقدار کی پامالی پر اظہار افسوس، معاشرتی رویوں پر طنز کے علاوہ واقعاتی مزاح شامل ہے۔ ضیاء الحق قاسمی نے اپنی تحریفانہ شاعری خالص مزاح کو جگہ دی ہے۔ خالص مزاح کی پیش کش میں وہ طنز کی ترشی کو شامل کر کے مزاح کے لطف کو اور بڑھا دیتے ہیں۔





میرے مولا جوانی میں ہی کیوں ہوتی ہیں تقصیریں
کباڑا دل کا کرتی ہیں یہ چلتی پھرتی تصویریں
مرے محبوب کی چھٹی کا دن اتوار ہوتا ہے
میرے کس کام کے ہفتے میرے کس کام کی پیریں
جو آئے تیرے دفتر میں دبا کر دے اُسے رگڑا
اسی خفیہ کمائی سے بدل جاتی ہیں تقدیریں (۲۵)

پروفیسر محمد طٰہٰ خان تحریف نگاری میں صاحبِ طرز تخلیق کار ہیں۔ ان کے اسلوب میں تازگی اور برجستگی ہے۔ غزل اور نظم دونوں میں تحریف لکھتے ہیں اور طنز کے بجائے مزاح کی طرف زیادہ لگاؤ ہے:

لڑی اس ٹھاٹ سے منکوحۂ کافر بیاں میری
فرشتے لکھتے لکھتے چھوڑ بھاگے داستاں میری
محلے بھر کی دیواروں پہ سرہی سر نظر آئے
مرے بچوں نے جس دم لوٹ لی طرزِ فغاں میری
وہی ہے اختلافِ باہمی کی انجمن اب تو
فقط شادی کے دن جس نے ملائی ہاں میں ہاں میری (۲۶)

ڈاکٹر انعام الحق جاوید لفظوں کے جادوگر ہیں۔ لفظوں سے کھیلنا اور انھیں نئے معانی و مفاہیم عطا کرنا ان کا فن ہے۔ بات سے بات پیدا کرنا اور لفظی ہیر پھیر سے اچھوتے مضامین کو مصرعوں میں قید کرنا انھی سے مخصوص ہے۔ تحریف لکھتے وقت ان کا یہ اسلوب شاعری پوری آب و تاب سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ ان کی تحریفات کے لیے عام سطح کا قاری نہیں بلکہ باشعور قاری درکار ہے۔ جو ان کی تحریفانہ شاعری کی سطح تک ہی نہ پہنچے بلکہ اس کی گہرائی و گیرائی کو جاننے کی کوشش

کرے۔ اقبال کی نظم ''ابوالعلا معری'' جس میں معری کے گوشت نہ کھانے کا واقعہ قلم بند کرنے کے بعد اقبال نے یہ فلسفہ پیش کیا کہ جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات ہے۔

ڈاکٹر انعام الحق جاوید نے اسی نظم کی طرز پر ''چوروں کی بارات'' نظم میں ایک ایماندار کمشنر کا واقعہ لکھا ہے جو رشوت نہیں لیتا تھا۔ جس کے بدلے میں اس کا اپنے علاقہ سے تبادلہ کر دیا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ رشوت نہیں لیتا تھا کمشنر
تنخواہ پہ کرتا تھا ہمیشہ گزر اوقات
لالچ نہ سفارش نہ تعلق نہ کوئی خوف
دیتا تھا کسی کو بھی نہ رعایت نہ ''رعایات''(۲۷)

امیر الاسلام ہاشمی کا شمار منجھے ہوئے تحریف نگاروں میں کیا جا سکتا ہے۔ ان کے ہاں ایک لطیف شگفتگی اور شائستگی ہے۔ ازدواجی زندگی کے حوالے سے ان کا قطعہ ''آرزو بیگمات کی'' ملاحظہ ہو:

دعائیں مانگتے جو دیکھا بیگم کو مصلے پر!
ہوئی حیرت مجھے اور پوچھ بیٹھا ماجرا کیا ہے
وہ بولیں کچھ نہیں بس یہ دعا کی تھی مرا شوہر
یہ پوچھے رات دن مجھ سے بتا تری رضا کیا ہے(۲۸)

نیاز سواتی نے اردو شاعری کی ''کشت زعفران'' کی آبیاری بہت محنت سے کی ہے۔ کلامِ اقبال کی تحریفات کرتے ہوئے وہ ایک خالص مزاح گو بن کر سامنے آئے ہیں:

گرے میری بلا سے یہ مکاں تیرا ہے یا میرا
مجھے فکر مکاں کیوں ہو زیاں تیرا ہے یا میرا





غلط لکھ کر بیاں، لیڈر سے فرمایا صحافی نے
مجھے خوفِ سزا کیوں ہو، بیاں تیرا ہے یا میرا(۲۹)

اسد جعفری نے اپنی شاعری میں سماج میں پائی جانے والی ان برائیوں کی نشاندہی کی ہے۔ جن پر قاری کی نظر نہیں پڑتی یا اگر پڑتی بھی ہے تو وہ اسے معمول سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے۔ وہ تعلیم و تدریس کے شعبہ سے وابستہ رہے۔ چنانچہ وہ اس نظام کی تمام داخلی اور خارجی خرابیوں سے واقفیت رکھتے ہیں۔ نظم ''پیشہ ور ممتحن کی زبانی'' کا ایک بند ملاحظہ ہو:

پروفیسر ہوں اور مقبول ہوں میں قدردانوں میں
میں ہوتا ہوں ہمیشہ ممتحن سب امتحانوں میں
سمجھتے ہیں جو لڑکے مجھ کو اپنے مہربانوں میں
اب ان کی داستاں بھی نہ ہوگی داستانوں میں
مری اوقات سے لیکن ادارہ آشنا کب ہے
جو سچ پوچھو یہ بھائی صرف پردہ پوشی رب ہے(۳۰)

بلبل کاشمیری عرصہ دراز تک لندن میں مقیم رہے۔ ان کے کلام میں مغربی زندگی کی رنگ آمیزی ہے۔ تحریف کرتے وقت غالب، اقبال اور فیض کا کلام پڑھنے پر ان کے قلم میں روانی آجاتی ہے۔ انگریزی الفاظ کا استعمال کرنے میں انھیں مہارت ہے۔ فنی حوالے سے ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ اپنے تخلص کو بھرپور استعمال کرتے ہیں اور نئے نئے مضامین پیش کرنے کے علاوہ پرورش تخلص سے کام لیتے ہیں:

کبھی گیدڑ کے گھر ہوتا نہیں شیر ببر پیدا
تو کس کو اس کی گیدڑ بھبکیوں سے ہوگا ڈر پیدا
یہاں ہر سال ''ونٹر'' اپنی بے نوری پہ روتا ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے ولایت میں ''سمر'' پیدا

گرانی اور اس ضبطِ ولادت کے زمانے میں
یہ بچہ ہو گیا موٹر میں دورانِ سفر پیدا (۳۱)

مجذوب چشتی کی پہچان ان کی قطعہ نگاری ہے۔قطعہ لکھتے وقت وہ تضمین وتحریف کا حربہ استعمال کرتے ہیں۔اپنی تحریفات میں وہ طنز وظرافت کو ساتھ ساتھ چلاتے ہیں:

مرے گھر میں ہوئے ہیں پانچ بچے تین سالوں میں
محبت کی اگر یہ ابتدا ہے، انتہا کیا ہے؟
پڑوسی نے لگایا ہے جو اپنے گھر کلرٹی۔وی
مری بیوی نے پوچھا ہے بتا تیری رضا کیا ہے؟(۳۲)

خالد عرفان نے کلام اقبال کی تحریف کرتے ہوئے خالص مزاح کے نمونے پیش کیے ہیں۔وہ الفاظ کے الٹ پھیر سے شگفتہ فضا پیدا کرنے کے فن سے بخوبی واقف ہیں۔تحریف کے لیے زیادہ تر غزل اور قطعہ کی ہیئت اپناتے ہوئے موضوعات کا انتخاب اپنے اردگرد کے ماحول سے کرتے ہیں۔انھوں نے تحریف میں واقعاتی مزاح کے ساتھ ساتھ الفاظ کی بنت پر خاص توجہ دی ہے۔دیکھیے ''قناعت نہ کر'':

گزر جا معاشی مسائل سے آگے
ترے واسطے آسماں اور بھی ہیں
قناعت نہ کر صرف دو بیویوں پر
شریعت میں دو بیویاں اور بھی ہیں (۳۳)

نسیم سحر کے تحریفانہ کلام میں بیگم، نرس، پڑوسن، رقیب روسیاہ، کرایہ دار، مالک مکان،





پری چہرہ لوگ، واعظ اور باس کے کردار ملتے ہیں۔ان کرداروں کے ذریعے نسیم سحر نے تحریفات کلام اقبال تخلیق کرتے ہوئے مزاح پیدا کیا ہے۔

کئی ڈشیں وہ پکاتی ہے اپنی ماں کے لیے
بچا کے کچھ نہیں رکھتی مگر میاں کے لیے
غزل سنائی رقیبِ سیاہ رُو نے وہی
نسیم میں نے لکھی تھی جو جانِ جاں کے لیے(۳۴)

شوکت جمال نے اپنی تحریفانہ شاعری میں اردو کی عشقیہ شاعری کے خیالات کا مذاق اڑایا ہے۔لیکن اپنے عہد کے حالات سے بھی آنکھ نہیں چرائی۔اقبال اور نظیر اکبر آبادی کی تحریف کرتے ہوئے وہ کسی خاص فرد یا جماعت کو طنز کا نشانہ نہیں بناتے بلکہ ان کے پیشِ نظر زندگی کے ناہموار پہلو ہوتے ہیں جنھیں نظم کرتے وقت وہ مزاح تخلیق کرتے ہیں۔چنانچہ ان کا شمار تحریف میں خالص مزاح کے علمبرداروں میں کیا جا سکتا ہے:

کھول آنکھ، گھڑی دیکھ، بجا کیا ہے ذرا دیکھ
ڈھلتے ہوئے سورج کو مرے ماہ لقا دیکھ
لازم ہی نہیں در پہ سگِ لیلیٰ ہی ملے، چل
ہمت سے ذرا کام لے گھنٹی تو بجا دیکھ
خوشبو سی جو آتی ہے پڑوسن کے کچن سے
برتن یہ اٹھا، جا کے وہاں کیا ہے پکا، دیکھ(۳۵)

مجید فضا کے کلام میں ہمیں اردو مزاحیہ شاعری کا ایک مرغوب و دل پسند موضوع بیگم سے فریاد و شکوہ ملتا ہے۔ہمارے تحریف نگار شعرا نے اقبال کے شکوہ کو سو رنگ سے باندھا ہے۔مجید فضا نے اس شکوہ کا رخ شوہر خستہ حال اور جفا شعار زوجہ کی طرف موڑ دیا ہے۔مجید فضا

کی الفاظ پر پوری گرفت ہے۔ وہ ان سے ایسی متحرک تصاویر بنا کر پیش کرتے ہیں کہ قاری کے سامنے ایک فلم چلنے لگتی ہے۔ نظم ''زن مرید شوہر کا شکوہ'' سے ایک دو منظر آپ بھی دیکھیے:

ہے بجا حلقۂ ازواج میں مشہور ہوں میں
تیرا بیرا تیرا دھوبی تیرا مزدور ہوں میں
زن مریدی کا شرف پا کے بھی رنجور ہوں میں
قصۂ درد سناتا ہوں کہ مجبور ہوں میں
مخدومہ میرے غم کی حکایت سن لے
نازبردار سے تھوڑی سی شکایت سن لے(۳۶)

ڈاکٹر مظہر عباس رضوی، پیشے کے اعتبار سے میڈیکل ڈاکٹر ہیں لیکن مزاح بھی بہت عمدہ لکھتے ہیں۔ کلام اقبال کی تحریف کرتے ہوئے انھوں نے ظرافت اور ذکاوت سے معاشرے کے تشنج کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ ان کے ہاں طنز و ظرافت کے کچھ اور نمونے دیکھیے جو آنے والے دور میں ان کے ''توانا شاعر اور اپنے عہد کی آواز'' ہونے کا سراغ دیتے ہیں:

اشراف کو کچھ ملتا شرافت سے نہیں ہے
ہوتی نہیں دولت سے کبھی ان کی ملاقات
ہوں فائدے کئی یہ خیالات عبث ہیں
''ہے جرمِ شرافت کی سزا مرگ مفادات''(۳۷)

محبوب عزمی جب تحریف کرتے ہیں تو ان کی تحریر میں ایک بہاؤ اور روانی آ جاتی ہے۔ انہوں نے اپنی تحریفات میں سماج کے ناسور، رشوت خوری، ذخیرہ اندوزی، سفارش وغیرہ پر طنز کیا ہے۔ ہمارے معاشرے کی ان ناہمواریوں کو قلم بند کرنے کے لئے وہ غالب، اقبال اور فیض کے کلام کی تحریف کرتے ہیں۔ اپنی نظم ''رشوت خور'' میں لکھتے ہیں:





آ گیا گر کسی دفتر میں کوئی بندہ نواز
ہوسِ زر میں گرفتار ہوئی قومِ حجاز
نہ کہیں رُول رہا اور نہ کہیں قانوں کا جواز
پستی عملے کی گئی اور گیا حاکم کا فراز
''بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے''
آئے رشوت کی جوز دمیں تو سبھی ایک ہوئے(۳۸)

بدر منیر اپنے تحریفانہ کلام میں راجہ مہدی علی خان اور مجذوب چشتی کی طرح ازدواجی زندگی کی مختلف تصاویر پیش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ کلامِ اقبال کی تحریف لکھتے ہوئے اپنی تمام تر تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے زنانی میں
اماں شوہر کو پھر ملتی نہیں اس دارِ فانی میں!
کبھی چمچے کبھی کانٹے، کبھی عشوے، کبھی ٹسوے
یہ ہیں عورت کی شمشیریں جہادِ زندگانی میں(۳۹)

صابر آفاقی کی شاعری میں میر، غالب، ذوق، اقبال اور منیر نیازی کے کلام کی تحریفات ملتی ہیں۔ انھوں نے لفظی تحریف کے گراں قدر نمونے پیش کیے ہیں۔ ان کی شاعری میں مزاح کی نسبت طنز آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ یوں یہ طنز، مزاح کے لطف کو دوبالا کر دیتی ہے۔ ان کی تحریفات میں گھریلو زندگی، مولوی، سیاست دان اور پولیس خاص طور پر طنز و مزاح کا موضوع بنے ہیں:

ابھی مولوی جی نہ جائیں گے ہرگز
مرے گھر میں دو مرغیاں اور بھی ہیں

نہ ہونا کبھی بے مزہ مار کھا کر

کہ اس طرح کی بیویاں اور بھی ہیں(۴۰)

خاور نقوی اپنی شاعری میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنے طنز و مزاح کا نشانہ بناتے ہیں۔ استاد، ممتحن، پولیس، ڈاکٹر اور حکیم ان کی شاعری کا موضوع ہیں:

کسی میں یک بیک ہوتا ہے کب ایسا ہنر پیدا
کہ اک گولی کے کھانے سے شکم میں ہوں بھنور پیدا
سمندر میں اسے غوطہ لگانے کی نہیں حاجت
وہ پانی پیچ کے کر لیتا ہے لعل و گہر پیدا
دوائیں اس کی کھانے کے فقط دو ہی نتیجے ہیں
کبھی دردِ کمر پیدا کبھی ضعفِ جگر پیدا(۴۱)

مذکورہ بالا شعرا کے علاوہ ماچس لکھنوی، شہباز امروہوی، صادق مولی، رفیق مغل، ناشاد، طالب خوند میری، شبنم کارواری، اسرار جامعی، اظہر عباس، سید احمد جعفری، رشید عبدالسمیع جلیل، ممتاز راشد، ڈاکٹر سعید اقبال سعدی، عطاالحق قاسمی، یونس اعجاز، اور محمد فاروق صدیقی نے علامہ اقبال کی شاعری کو تحریف نگاری کے لیے منتخب کیا ہے۔ ان کی تحریفات بیک وقت تفریحی بھی ہیں اور مقصدی بھی، جن میں موضوعات کا ایک جہانِ تازہ آباد ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

رشید عبدالسمیع جلیل

دماغ آفریدی خلل آفریدم کروں جلد شادی یہ حل آفریدم(۴۲)

ناشاد

پسر نے باپ سے اک روز یہ سوال کیا مجھے بھی اپنی طرح کیوں نہ باکمال کیا





سنی جو بات پدر نے تو یہ جواب دیا

کہ میں نے دودھ پیا تم نے نونہال پیا(۴۳)

اسرار جامعی

تِلک کی رسم بھی اب عام ہے مردِ مسلماں میں
ہے نقدی بھی، کلر ٹی وی بھی وی سی پی کی تصویریں
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے مال و دولت کا
''نکاحِ مردِ مومن'' سے بدل جاتی ہیں تقدیریں(۴۴)

ڈاکٹر سعید اقبال سعدی

مفلس و نادار قوموں کے نمائندوں میں ہے
تو ابھی تک تیسری دنیا کے باشندوں میں ہے
کہہ رہے ہیں واپڈا والے یہ اب ہر شخص سے
اپنی بجلی آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے(۴۵)

مرزا مشکور بیگ

سفارش اور رشوت چل رہی ہے بزمِ ساقی میں
ترستے رہ گئے مخلص نہ ان تک دورِ جام آیا(۴۶)

ممتاز راشد

بڑی شہرت ہے اس کی نت نئے غمزوں کی عشووں کی
مگر اک رازداں نے یہ گرہ یوں کھول ڈالی ہے
فقط میک اپ سے بنتی ہے کبھی سوہنی کبھی لیلےٰ
یہ لڑکی اپنی فطرت میں نہ گوری ہے نہ کالی ہے(۴۷)

تحریف نگار شعرا نے فنی محاسن کو بھی بدرجہ اتم برتا اور شاعری کی زبان و بیان کے سلسلے میں بھی اپنی خدمات انجام دی ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں جن فنی محاسن کو برتا تحریف نگاروں نے ان تمام محاسن کو اپنی تحریفات میں بدرجہ اتم استعمال کیا۔ فنی حوالے سے انگریزی، فارسی اور پنجابی زبان کے الفاظ، تمثیل کاری، تشبیہات و استعارات، تکرار لفظی، حسن تعلیل، محاروات، صنعت تضاد، مکالمانہ انداز، استفہامیہ لہجہ اور نادر قوافی کے استعمال کی عمدہ مثالیں ملتی ہیں۔

یہاں یہ سوال بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ تحریف نگاروں نے اقبال کی کس غزل اور نظم کی تحریف زیادہ کی ہے۔ اقبال کی غزل ''ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں'' تحریف نگاروں کا خوب تختہء مشق بنی، جس کی بنیادی وجہ غزل کی بے پناہ شہرت، پُر اثر بحر اور قافیہ و ردیف ہیں۔ اسی طرح اقبال کی دو نظموں ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' کی طرز پر لاتعداد تحریفیں لکھی گئیں۔ جن کی پسندیدگی کی وجہ ان کا پر معنی عنوان تھا۔ شکوہ کسی سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ اقبال نے تو خدا کے حضور مسلمانوں کی زبوں حالی پر شکوہ کیا تھا۔ لیکن تحریف نگاروں نے اس طرز پر اپنی اپنی دلچسپی کے زیر اثر اپنے مخالفین کے خلاف شکایات کا دفتر کھول کر طنز و مزاح تخلیق کیا۔

تحریف نگاری کے لیے کلام اقبال کو برتنے والوں میں سید محمد جعفری اولیت کا درجہ ضرور رکھتے ہیں جن کی شاعری کی عمارت غالب اور اقبال کے مصرعوں پر کھڑی ہے۔ انھوں نے اپنی مزاحیہ شاعری میں تحریف اور تضمین کو ملا کر پیش کیا، ان کے علاوہ سید ضمیر جعفری، نذیر احمد شیخ اور دلاور فگار کو بھی تحریف نگاری میں ایک ممتاز مقام پر فائز کیا جانا چاہیے۔

خلاصہ بحث یہ کہ تحریف نگاروں نے کلامِ اقبال کی تحریف کرتے ہوئے فکرِ اقبال کی یا اسلوب شاعری کو نشانہ طنز نہیں بنایا بلکہ کلامِ اقبال کی شہرت کے پیش نظر اُن غزلوں اور نظموں کا انتخاب کیا جو زبانِ زد عام تھیں، تاکہ مزاح گو جب ان کی تحریف کریں تو قاری فی الفور متوجہ ہو۔ تحریفات کلامِ اقبال لکھتے ہوئے اقبال سے عقیدت کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر کلامِ اقبال کی تحریفانہ شاعری میں لفظی و معنوی تحریف کے عمدہ نمونے مزاحیہ شاعری کے سرمائے کا حصہ بنے۔





## حوالہ جات

* عمران ظفر، استاد، شعبۂ اُردو، گورنمنٹ ڈگری کالج (۱۷۰، ب ج) جھنگ۔


(۱) مظہر احمد، پیروڈی (مقدمہ و انتخاب) (دہلی: شبانہ پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء)، ۱۴-۱۳۔

(۲) خواجہ محمد زکریا، اکبر الہ آبادی: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء)، ۲۵۷۔

(۳) محمد عبداللہ قریشی، ''اردو کے طنزیہ و مزاحیہ شاعر'' نقوش طنز و مزاح نمبر ۲، ۱۷ (جنوری فروری، ۱۹۵۹ء): ۸۴۴۔

(۴) احمد، پیروڈی، ۱۲۲۔

(۵) احمد، پیروڈی، ۶۱۔

(۶) قریشی، ''اردو کے طنزیہ و مزاحیہ شاعر'' ۸۲۱۔

(۷) فرح علی، ترتیب اردو کی ظریفانہ شاعری (لاہور: مکتبہ القریش، ۱۹۹۶ء)، ۸۲۔

(۸) صفدر علی شاہ، خوش فکر ۔ شاعر خضر تمیمی (جھنگ: سلطان باہو پرنٹنگ پریس، مئی ۲۰۱۰ء)، ۱۱۵۔

(۹) مجید لاہوری، نمک دان (لاہور: جنگ پبلشرز، اکتوبر ۱۹۹۰ء)، ۱۲۹۔

(۱۰) لاہوری، نمک دان، ۹۹۔

(۱۱) انور مسعود، شاخ تبسم (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)، ۱۶۔

(۱۲) سید محمد ضمیر جعفری، شوخی تحریر (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء)، ۶۵-۶۴۔

(۱۳) جعفری، شوخی تحریر، ۱۰۹۔

(۱۴) محمود سرحدی، اندیشہ شہر (لاہور: آئینہ ادب چوک انارکلی، ۱۹۷۰ء)، ۱۴۷۔

(۱۵) نذیر احمد شیخ، واہ رے شیخ نذیر (اسلام آباد: بزم اکبر، ۱۹۹۵ء)، ۲۱۸۔

(۱۶) سید محمد ضمیر جعفری، نشاط تماشا (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء)، ۹۳۱-۹۳۰۔

(۱۷) جعفری، نشاط تماشا، ۴۷۲-۴۷۱۔

(۱۸) دلاور فگار، مطلع عرض ہے (کراچی: فرید پبلشرز، باردوم ۱۹۹۹ء)، ۳۶۲۔

(۱۹) فگار، مطلع عرض ہے، ۲۷۲۔

(۲۰) انور مسعود، در پیش (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء)، ۷۲۔

(۲۱) مسعود، در پیش، ۱۱۳۔

(۲۲) سرفراز شاہد، ڈش انٹینا (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء)، ۷۹۔

(۲۳) سرفراز شاہد، کچھ تو کہیے (لاہور: پاکستان بکس اینڈ لٹریری ساؤنڈز ۱۹۹۴ء)، ۸۴-۸۳۔

(۲۴) عبیر ابوذری، پاپڑ کرارے (لاہور: الحمد پبلی کیشنز، بار اول، مئی ۱۹۹۹ء)، ۱۳۶-۱۳۵۔

(۲۵) سرفراز شاہد، ترتیب اردو مزاحیہ شاعری (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، اکتوبر ۱۹۹۱ء)، ۲۹۱۔

(۲۶) سرفراز شاہد، ترتیب سخن معکوس (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء)، ۱۰۱۔

(۲۷) انعام الحق جاوید، خوش کلامیاں (لاہور: تخلیقات، طبع سوم ۱۹۹۵ء)، ۴۱۔

(۲۸) حیدر عباس مرزا، ترتیب انڈین پاکستانی مزاحیہ شاعری (کراچی: فرید پبلشرز، ۱۹۹۶ء)، ۲۶۵۔

(۲۹) نیاز سواتی، بے باکیاں (ایبٹ آباد: سرحد اردو اکیڈمی، ۱۹۹۳ء)، ۹۲۔

(۳۰) اسد جعفری، خندی نوازی (لاہور: فکشن ہاؤس، ۱۹۹۹ء)، ۳۶۔

(۳۱) شاہد، سخن معکوس، ۸۳۔

(۳۲) مجذوب چشتی، مجذوب کی بڑ، طبع اول (لاہور، ولایت سنز، مارچ ۱۹۹۸ء)، ۶۱۔

(۳۳) خالد عرفان، لقمۂ شر (لاہور: الرزاق پبلی کیشنز، دسمبر ۱۹۹۹ء)، ۴۵۔

(۳۴) نسیم سحر، اور لائن کٹ گئی (اسلام آباد: روداد پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء)، ۱۹۔

(۳۵) شوکت جمال، شوخ بیانی (کراچی: فضلی سنز لمیٹڈ، ۲۰۰۳ء)، ۴۱۔

(۳۶) یوسف مثالی، ترتیب اردو مزاحیہ شاعری کا انسائیکلو پیڈیا (لاہور: مشتاق بک کارنر، س ن)، ۲۶۸۔

(۳۷) مظہر عباس رضوی، گڑبڑ گھٹالہ (اسلام آباد: بزم اکبر، اگست ۲۰۰۵ء)، ۱۵۵۔

(۳۸) شاہد، اردو مزاحیہ شاعری، ۲۱۹-۲۱۸۔

(۳۹) بدر منیر، انار دانے (لاہور: خزینہ علم و ادب، جنوری ۲۰۰۶ء)، ۱۷۔

(۴۰) صابر آفاقی، خندہ ہائے بیجا (لاہور: الحمد پبلی کیشنز، بار اول ۱۹۹۴ء)، ۱۳۱۔

(۴۱) انعام الحق جاوید، ترتیب گل ہائے تبسم (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء)، ۱۳۶۔

(۴۲) جاوید، گل ہائے تبسم، ۱۸۳۔

(۴۳) جاوید، گل ہائے تبسم، ۲۰۱۔

(۴۴) جاوید، گل ہائے تبسم، ۱۴۔

(۴۵) جاوید، گل ہائے تبسم، ۸۱۔

(۴۶) جاوید، گل ہائے تبسم، ۱۷۷۔

(۴۷) شاہد، سخن معکوس، ۱۴۰۔





# کتابیات


آفاقی، صابر۔ خندہ ہائے بیجا۔ لاہور: الحمد پبلی کیشنز، بار اول ۱۹۹۴ء۔

ابوذری، عبیر۔ پاپڑ کرارے۔ لاہور: الحمد پبلی کیشنز، بار اول، مئی ۱۹۹۹ء۔

احمد، مظہر۔ پیروڈی (مقدمہ و انتخاب)۔ دہلی: شبانہ پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء۔

جاوید، انعام الحق۔ ترتیب گل ہائے تبسم۔ اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء۔

جاوید، انعام الحق۔ خوش کلامیاں۔ لاہور: تخلیقات، طبع سوم ۱۹۹۵ء۔

جعفری، اسد۔ خندی نوازی۔ لاہور: فکشن ہاؤس، ۱۹۹۹ء۔

جعفری، سید محمد ضمیر۔ نشاط تماشا۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء۔

جعفری، سید محمد ضمیر۔ شوخی تحریر۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء۔

جمال، شوکت۔ شوخ بیانی۔ کراچی: فضلی سنز لمیٹڈ، ۲۰۰۳ء۔

چشتی، مجذوب۔ مجذوب کی بڑ۔ طبع اول۔ لاہور، ولایت سنز، مارچ ۱۹۹۸ء۔

رضوی، مظہر عباس۔ گڑبڑ گھٹالہ۔ اسلام آباد: بزم اکبر، اگست ۲۰۰۵ء۔

زکریا، خواجہ محمد۔ اکبر الہ آبادی: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء۔

سحر، نسیم۔ اور لائن کٹ گئی۔ اسلام آباد: روداد پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء۔

سرحدی، محمود۔ اندیشہ شہر۔ لاہور: آئینہ ادب چوک انارکلی، ۱۹۷۰ء۔

سواتی، نیاز۔ بے باکیاں۔ ایبٹ آباد: سرحد اردو اکیڈمی، ۱۹۹۳ء۔

شاہ، صفدر علی۔ خوش فکر۔ شاعر خضر تمیمی۔ جھنگ: سلطان باہو پرنٹنگ پریس، مئی ۲۰۱۰ء۔

شاہد، سرفراز۔ ترتیب اردو مزاحیہ شاعری۔ اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، اکتوبر ۱۹۹۱ء۔

شاہد، سرفراز۔ ترتیب سخن معکوس۔ اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء۔

شاہد، سرفراز۔ ڈش انٹینا۔ اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء۔

شاہد، سرفراز۔ کچھ تو کہیے۔ لاہور: پاکستان بکس اینڈ لٹریری ساؤنڈز، ۱۹۹۴ء۔

شیخ، نذیر احمد۔ واہ رے شیخ نذیر۔ اسلام آباد: بزم اکبر، ۱۹۹۵ء۔

عرفان، خالد۔ لقمۂ شر۔ لاہور: الرزاق پبلی کیشنز، دسمبر ۱۹۹۹ء۔

علی، فرح۔ ترتیب اردو کی ظریفانہ شاعری۔ لاہور: مکتبہ القریش، ۱۹۹۶ء۔

فگار، دلاور۔ مطلع عرض ہے۔ کراچی: فرید پبلشرز، بار دوم ۱۹۹۹ء۔

قریشی، محمد عبداللہ۔ ''اردو کے طنزیہ ومزاحیہ شاعر'' نقوش طنز و مزاح نمبر ۲،۱۷ (جنوری فروری، ۱۹۵۹ء)۔

لاہوری، مجید۔ نمک دان۔ لاہور: جنگ پبلشرز، اکتوبر ۱۹۹۰ء۔

مثالی، یوسف۔ ترتیب اردو مزاحیہ شاعری کا انسائیکلو پیڈیا۔ لاہور: مشتاق بک کارنر، س ن۔

مرزا، حیدر عباس۔ ترتیب انڈین پاکستانی مزاحیہ شاعری۔ کراچی: فرید پبلشرز، ۱۹۹۶ء۔

مسعود، انور۔ در پیش۔ اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء۔

مسعود، انور۔ شاخ تبسم۔ اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء۔

منیر، بدر۔ انار دانے۔ لاہور: خزینہ علم وادب، جنوری ۲۰۰۶ء۔